

جناب مولوی پیشہ الدین احمد صاحب ام۔ اے۔ دام الطافۃ، تسلیم! آپ کا خط مرسلا آیا۔ واقعی آپ کی رائے بہت فتحی ہے۔ اور یہ امور میں پہلے ہی سمجھے ہوئے ہوں۔ مگر عجیب کسی امر کی خوبی متحقق ہو جائے اس کو صرف اس خیال سے کروں قدر نہ کریں گے۔ ترک کر دینا ہمت سے بعید ہے۔ اب تو یہ کام میں نے شروع کیا ہے اور خدا چاہے تو پورا بھی ہو جائے گا۔ اور رفتہ رفتہ قدر دان بھی نکل آئیں گے۔ میں نے اپنے سرماں کا ایک جُز اس مطلب کے لیے ملحدہ کر دیا ہے۔ اس سے یہ کتنا بیس چھاپ کر رکھ لی جائیں گی اور وقتاً فوتشا بستی رہیں گی۔ بفرض محال جو کچھ آمدی اس کام سے ہوگی۔ اس میں میں نے اپنا کوئی حصہ نہیں رکھا بلکہ وہ اسی مقصد کے لیے صرف کیا جائے گا۔

افسوس یہ ہے کہ میں ایک قلیل البضاعت شخص ہوں۔ صرف پارچہ ہزار روپیہ اس کارخیر کے لیے میں وقف کر سکا۔ چندہ مانگنا میری چڑھے ہے۔ میں اُسے بُرا نہیں سمجھتا۔ مگر یہ کام مجھے نہیں ہو سکتا۔ جو اپنے سے ہو سکا وہ میں نے کر دیا۔ شاید آپ نے سنا ہو گا کہ میں نے ولیڈ ڈکشنری کو بھی اردو میں ترجمہ کرنا شروع کیا ہے۔ اگر یہ کام بخیر و عافیت ختم ہو گیا تو گویا انکل علوم کا ترجمہ اردو میں ہو گیا۔ اس لیے کہ شاید آپ کو انکار نہ ہو گا کہ نہ صرف مجھ کو بلکہ ملک میں اکثر صاحبوں کو مثل میرے ترجمہ علوم کا شوق ہے۔ لیکن اکثر ترجمہ بے تک ہوتے ہیں یا یوں کہیے کہ ہر ترجمے کا ایک جدا گانہ سمجھ ہوتا ہے۔ اس صحیح ڈکشنری کے ترجمہ ہو جانے سے ایک ذخیرہ معنوں کا (جن میں سے اکثر میری گزبی ہوئی ہوں گی) زبان اردو میں ہمیا ہو جائے گا۔ جب تک کوئی کام انجام کو نہیں پہنچتا اس کو منصوبہ سمجھنا چاہیے۔

خلاصہ یہ کہ ابھی لوہہ سب منصوبے ہیں۔ جب کوئی کام انجام کو پہنچے تو طبیعت کو شفی ہو۔ زیادہ نیاز۔

خادم  
عبدؑ - سخنوار

## مرزا سواکا خطا مرزا عابد حسین کے نام

مخذومی و مکرمی مرزا عابد حسین صاحب دام فیوضہ تسلیم!  
الحمد للہ آپ کی سوانح عمری تمام ہوئی اور حسب الحکم آپ کے میں  
نے اس میں سے اشعار کو بالکل مخذول کر دیا۔ خطوط کی تقلیں بھی ہو گئیں۔  
صرف ایک بات باتی ہے اور وہ یہ ہے کہ اس سوانح عمری کا اختتام  
آپ ہی کے کلام پر ہو۔ لہذا مترصد ہوں کہ بجواب رقیبہ لہذا اس امر  
اہم سے مطلع فرمائیے کہ شعرو شاعری سے آپ کو اس قدر تنفس کیوں ہے؟  
آپ یہ سمجھ سکتے ہیں کہ میرا یہ سوال آپ سے کچھ ایسا یہ جانہیں ہے۔ اس  
لیے کہ میری عمر کا ایک بہت بڑا حصہ اس خبط میں بسر ہوا ہے۔ اس امر  
کے سخنے کی مجھے کوئی ضرورت نہیں ہے کہ آپ اپنی رائے نہایت بے  
ٹکلیف سے ظاہر فرمائیں گے۔

اس امر کی نہ کسی کو آپ سے توقع ہے اور نہ ہونا چاہیے کہ آپ  
کسی امر میں کسی کی مردودت کریں گے۔ اس لیے کہ آپ مجھ سے بارہ فرم  
چکے ہیں کہ مردودت کا مفہوم عام ایک خلائقی ضعف ہے اور یہ ضعف طرح

طرح کی اخلاقی برائیوں کا موجب ہوتا ہے۔

نیازمند  
مرسوا

جناب مرزا صاحب تسلیم!

آپ کو میرے بعض خطوط سے جو اس سوانح عمری کے ساتھ آپ نے شائع کیے ہیں۔ معلوم ہو گا کہ میں تсадی استعداد کا قائل ہوں۔ جو خوبیاں ایک فرد بشر میں پائی جاتی ہیں۔ مع بعض قیود کے جن کا ذکر ان خطوط میں ہو چکا ہے، ان کو ہر انسان کے لیے عام سمجھتا ہوں۔ اگر میرا خیال صحیح ہے تو میں کچھ کہہ سکتا ہوں کہ میں بھی موزوں طبع اور بالقوة شاعر ہوں اور اسی طرح آپ بالقوة میکانک ہیں۔ لیکن مجھ کو بالطبع ان کاموں سے تنفر ہے جو بہت سے لوگوں کا شعار ہو جاتا ہے۔ چنانچہ آپ خوب جانتے ہیں کہ میں نے اپنے بڑے لڑکے باقر سلمہ کی تمام امیدوں اور امیگوں کو (جو اس کے ہم عمر نو جوانوں کو بعد درجہ فضیلت پر فائز ہونے کے عقوماً ہوا کرتی ہیں) خاک میں ملا کر نہ اسے نوکری کرنے دی نہ وکالت کا امتحان پاس کرنے دیا۔ بلکہ اچھا خاصا ہر داہا بنا لیا۔ اب وہ ماشاء اللہ زراعت کے کار دبار میں بھجھ سے بہتر ہو گیا۔

دماغی دردش کا سرما یہ بھی میں نے اس کے لیے کافی طور سے فراہم کر لیا تھا۔ اب اس کے بعض ترجمے عربی کتابوں کے انگریزی زبان میں ذلایت پہنچنے۔ یقین ہے کہ عنقریب شائع ہو کر آپ

تک پہنچیں۔

انگریزی کتابوں کا ترجمہ موافق اس منصوبے کے جس کو بعض عقلاء ناممکن بھج رہے ہیں، برابر ہورہا ہے۔ ویسٹرڈ کشنزی کا ترجمہ ہوتا جاتا ہے۔ آپ دیکھئے گا کہ اس لفظ سے اُردو زبان دفعتًا کس مرتبے پر ترقیج جائے گی۔ اور علوم کے ترجمہ کرنے والوں کو کیسی سہولت ہوگی۔ اور انشاد اللہ بہت ہی جلد اس کا شرہ ظاہر ہو گا۔

اکثر کلوں کے نہونے جن کی ملک دو قوم کو ضرورت ہے۔ ہم باپ بیٹوں نے مل کر تیار کر لیے۔ خدا نے چاہا تو عنقریب وہ دن آئے گا جب میں اپنے فارم پر ایک پرائیویٹ نمائش کر کے دنیا کو دکھادوں گا کہ قوم کے ایک یاد و تنفس بھی عام خیالات اور عامیات اشغال سے باز رہ کر کے کیا کچھ کر سکتے ہیں۔

پھر اس بات کو ایک مرتبہ دھرا نے دیجیے۔ یہ سب اوصاف میرے ہی پیے مخصوص نہیں ہیں اور لوگ بھے سے بہتران کاموں کو انجام دیں گے۔ اب آپ انصاف کیجیے کہ اگر ہم باپ بیٹے شاعری کی طرف جھک جانتے تو وہ غزل کہتا اور میں اصلاح دیتا مشاعروں میں غزلیں پڑھی جاتیں۔ کچھ لوگ خاطر سے واہ واہ کر دیتے تو اس سے ملک اور قوم کو کون سا فائدہ پہنچتا؟

شاعری کا شوق مسلمانوں میں ایک عرصہ دراز سے سلا بعد نسلی چلا آتا ہے اور اس میں جس قدر ایشائی مفہوم شعر سے ہوچکی ہے وہ ضرورت سے زیادہ ہے۔ مگر اصلی شاعری جواہل یونان نے

مخفوم تھا یا عجم؟ اہلِ یورپ کا ہے راس راستے میں ابھی ہمارے شراء  
ایک دو قدم بھی نہیں چلے ہیں۔ ہمارے لیے وہ طریقہ باشکل نیا ہے۔  
آپ کی عمر کا ایک بہت بڑا حصہ اس فن میں صرف ہوا ہے۔ اگر آپ  
اس کی طرف توجہ فرمائیں تو زیبا ہے۔ اگرچہ میں اسے بھی ترک ادنی  
کہوں گا۔ اس لیے کہ آپ خوب بانٹے ہیں کہ میں بھوک سے صد میں  
الٹھائے ہوئے ہوں۔ اس لیے میں سب سے زیادہ ضروری ان  
مشغلوں کو سمجھتا ہوں جن سے اس درد کا علاج ہو۔

ایک اور بات بھی میرے ذہن میں سما گئی ہے کہ ان کیمیوں  
اور سوسائیٹیوں سے کچھ ہوتا نہیں ہے۔ بہت بڑے بڑے کام شخصی  
محنتوں سے ہو سکتے ہیں۔ کیمیوں میں اختلاف رائے اور چنان و  
چنیں میں بہت سادقت نمائی ہو جاتا ہے۔ میں ایک جنگجو جاہل قوم  
سے ہوں۔ اگر مگر سے مجھے چڑھ ہے۔ جو کام کرنا ہے اُس کو  
شدید کر کے تمام کرنا چاہیے۔ پرانے بھروسے سے سے دنیا کا  
کام نہیں چلتا۔

قوم میں جو لوگ ذی علم اور ذی شعور ہیں۔ وہ خود اس بات  
کو بھروسکتے ہیں کہ ہمیں کن کن باتوں کی ضرورت ہے۔ ان میں  
سے کسی ایک ضرورت کے پورا کرنے کے لیے اگر ایک ہی  
شخص کمہمت چست باندھ لے اور کچھ کر چلے تو ہمہت کچھ  
ہو جائے گا۔

میں نے خود ایک غلطی کی کہ بہت سے کام اپنے ذمے تے لے  
لیے۔ اگر میں خود صرف ایک ہی کام بلکہ ایک کام کے کوئی جزی

تحمیل اپنے اور پر لازم کر لیتا تو شاید زیادہ فائدہ پہنچا سکتا۔ مگر خیر جن چیزوں کو میں نے اختیار کر لیا ہے، میں امید کرتا ہوں کہ اس کام کو انجام دے دوں گا۔

اب میں اس مبارک قفرے پر اپنے خط کو جو آپ کی کتاب کا انجام ہے، ختم کرتا ہوں :

۳۹۰

الشَّعْنِي مِنِي وَ الْأَنْلَامَ مِنَ اللَّهِ

نیازکیش

عابد